قرآنی طرز زندگی میں میڈیا کی ذمہ داریاں

سعدیہ بی بی[1]

خلاصہ :

آج دشمن اسلام کے اصلی چہرہ پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوششیں کر رہاہے اس نے اسلام کی غلط تصویر پیش کرنے کی مہم چلا رکھی ہے، اسلامی تعلیمات ایک جامع دستور حیات ہی نہیں بلکہ اس دستور میں حیات ہے۔ دنیوی حیات، اخروی حیات، اقدار کی حیات، اخلاق کی حیات، ابدی حیات، ہر قسم اور ہر نوع کی حیات، غرض ہمہ گیر حیات اور کامل ترین حیات، دعوت رسول خداﷺ میں مضمر ہے، میڈیا اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے تعلیمات قرآن و اسلام کو پوری دنیا تک پہنچانے کی ذمہ داری لے تاکہ اسلام کو حیات نو حاصل ہو سکے اور وہ ذمہ داریاں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنا اور تعلیمات رسول خدا ﷺ کو عام کرنا، لوگوں میں دینی بیداری پیدا کرنا، ظلم و ناانصافی کے خلاف قیام کرنا، سچی اور تحقیق شدہ خبر عوام تک پہنچانا، وغیرہ ہیں، اس مقالے میں صرف دس ذمہ داریوں کو بیان کیا گیا ہے، اس کے علاوہ بہت ساری اہم ذمہ داریوں کو قرآن کی نظر سے پیش کیا جا سکتا ہے لیکن اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے صرف اسی پر اکتفا کیا گیا ہے۔

کلیدی الکلمات: قرآن، طرز زندگی، میڈیا، ذمہ داری، ذرائع ابلاغ

قرآن و قرآنی طرز زندگی اور میڈیا کا تعارف

(الف)۔ قرآن پاک :

قرآن پاک کائنات کے تمام علوم پر محیط ایسی کتاب ہے، جسے خداوند عالم نے اپنے نبی کریم محمد مصطفیﷺ کا معجزہ قرار دیتے ہوئے پوری دنیا کو چیلنج کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

وَإِن كُنتُمْ فِي رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلَىٰ عَبْدِنَا فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ وَادْعُوا شُهَدَاءَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ۔[2]

---

[1] ۔ بی ایس سٹوڈنٹس، جامعۃ المصطفیٰ، پاکستان

[2] ۔ سورہ بقرہ/۲۳

ترجمہ: اور اگر تمہیں اِس امر میں شک ہے کہ یہ کتاب جو ہم نے اپنے بندے پر اتاری ہے، یہ ہماری ہے یا نہیں، تو اس کے مانند ایک ہی سورت بنا لاؤ، اپنے سارے ہم نواؤں کو بلالو، ایک اللہ کو چھوڑ کر باقی جس جس کی چاہو، مدد لے لو، اگر تم سچے ہو۔

حضرت علیؑ قرآن کی شان میں فرماتے ہیں:

فَالْقُرْآنُ آمِرٌ زَاجِرٌ وَ صَامِتٌ نَاطِقٌ حُجَّةُ اللّٰهِ عَلَى خَلْقِهِ أَخَذَ عَلَيْهِ مِيثَاقَهُمْ وَ ارْتَهَنَ عَلَيْهِمْ أَنْفُسَهُمْ أَتَمَّ نُورَهُ وَ أَكْمَلَ بِهِ دِينَهُ۔[1]

ترجمہ: قرآن اچھائیوں کا حکم دینے والا، برائیوں سے روکنے والا، بظاہر خاموش اور بباطن گویا اور مخلوقات پر اللہ کی حجت ہے کہ جس پر عمل کرنے کا اس نے بندوں سے عہد لیا ہے اور ان کے نفسوں کو اس کا پابند بنالیا ہے۔ اس کے نور کو کامل اور اس کے ذریعہ سے دین کو مکمل کیا ہے۔

(ب)۔ قرآنی طرز زندگی:

قرآن پاک تمام انسانوں کے لیے ہدایت ہے اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ قرآنی طرز زندگی کو اپنایا جائے تاکہ دنیا و آخرت میں کامیاب و کامران زندگی گزاری جاسکے، قرآنی طرز زندگی کیا ہے ؟ اس کے بارے اگر ہم مختصر بیان کرنا چاہیں تو ایسے کہا جاسکتا ہے کہ قرآنی طرز زندگی سے مراد یہ ہے کہ ایسی زندگی جس میں تعلیمات قرآن پر عمل کیا جائے، احکام خداوندی رائج ہوں، اس بات کو اس آیت قرآنی کی مدد سے واضح طور پر سمجھا جاسکتا ہے، ارشاد خداوندی ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُواْ اسْتَجِيبُواْ لِلّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُم لِمَا يُحْيِيكُمْ وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ۔[2]

[1]۔ محمد بن حسین شریف رضی، نہج البلاغۃ (ترجمہ: صبحی صالح)، (قم: ہجرت، چاپ: اول، ۱۴۱۴ ق،) ص ۲۶۵؛ محمد باقر مجلسی، بحار الأنوار، (بیروت: دار إحیاء التراث العربی، چاپ: دوم، ۱۴۰۳ ق،) ج ۸۹، ص ۲۰

[2]۔ سورہ انفال/۲۴

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اللہ اور اس کے رسولؐ کی پکار پر لبیک کہو جبکہ رسُولؐ تمہیں اس چیز کی طرف بُلائے جو تمہیں زندگی بخشنے والی ہے، اور جان رکھو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہے اور اسی کی طرف تم سمیٹے جاؤ گے۔

اس زندگی سے مراد حیوانی زندگی نہیں ہے کیونکہ انبیاء کی دعوت کے بغیر بھی وہ موجود ہوتی ہے بلکہ فکری زندگی، عقلی و معنوی، اخلاقی و اجتماعی زندگی ہے۔ یہ حقیقی انسانی زندگی جس کا منبع اور سرچشمہ اسلام ہے ایمان لانے اور نیک اعمال انجام دینے میں ہے۔[۱]

یہ زندگی رسول خداﷺ کی دعوت کے تمام نکات کو شامل کرتی ہے جو انسانوں کے دلوں کو زندہ کرنے کا باعث ہے۔ مندرجہ بالا آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے مفسر قرآن محسن نجفی فرماتے ہیں اسلامی تعلیمات ایک جامع دستور حیات ہی نہیں بلکہ اس دستور میں حیات ہے۔ دنیوی حیات، اخروی حیات، اقدار کی حیات، اخلاق کی حیات، ابدی حیات، ہر قسم اور ہر نوع کی حیات، غرض ہمہ گیر حیات اور کامل ترین حیات، دعوت رسول خداﷺ میں مضمر ہے۔ رسول اکرمﷺ کی دعوت کا ہر لفظ، ہر جملہ، ہر حرف، حیات ابدی کے لیے زندہ خلیوں کی مانند ہے جن سے ایک زندہ اور فعال وجود سامنے آتا ہے۔[۲]

(ج)۔ اسلام ایک مکمل دین:

اسلام ایک کامل دین ہے اور اس کی سند خدا نے خود عطا کی ہے ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ: آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔[۳]

جب دین اسلام ایک مکمل دین ہے تو کیسے ممکن ہے اس میں زندگی کے ہر پہلو کو زیر بحث نہ لایا

---

[۱] ۔ محسن قرائتی، تفسیر نور، (تہران: مرکز فرہنگی درسہائی قرآن، چ: اول، 1388،) ج ۳، ص294 ؛ محمد حسین طباطبائی، تفسیر المیزان، (ترجمہ: محمد باقر موسوی ہمدانی)، (مرکز نشر فرہنگی رجاء، 1363 ش،) ج9، ص64۔

[۲] ۔ محسن علی نجفی، الکوثر فی تفسیر القرآن، (لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ، چ: اول، 2013ء)، ج3، ص373

[۳] ۔ سورہ مائدہ/3

گیاہو، شریعت محمدی ﷺ کے بعد کوئی نئی شریعت نہیں آئے گی، اس لیے اس میں قیامت تک آنے والے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ اس کامل دین نے میڈیا کے حوالے سے ہماری کیا رہنمائی فرمائی ہے؟ اس مختصر مقالے میں اس کو بیان کیا جائے گا۔

(د)۔ میڈیا سے کیا مراد ہے؟

اطلاعات کے اس ترقی یافتہ نظام میں ابلاغ کے وہ تمام ذرائع شامل ہیں جن کے توسط سے ہر نوعیت کی قومی اور بین الاقوامی خبریں، حالات و کوائف اور اطلاعات و معلومات عامۃ الناس تک پہنچائی جاتی ہیں، ان ذرائع میں قومی اور بین الاقوامی خبر رساں ادارے، ریڈیو، ٹیلی وژن، اخبارات، رسالے، جرائد، شماریاتی بینک، اشتہارات دینے اور تیار کرنے والے ادارے، کیسٹ، کتابیں، پمفلٹ اور ماہرانہ تبصرے کرنے والے تجزیہ نگار شامل ہیں۔[1] ان ذرائع کو مختلف حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

سوشل میڈیا سے مراد انٹرنیٹ بلاگز، سماجی روابط کی ویب سائٹس، ایس ایم ایس اور فیس بک، ٹوئٹر، مائی اسپیس، گوگل پلس، ایمو، واٹس اپ اور ڈگ۔۔۔ وغیرہ ہیں۔

الیکٹرانک میڈیا سے مراد ٹی وی چینلز۔ سی ڈی اور دیگر ویڈیوز ہیں۔

پرنٹ میڈیا سے مراد اخبار، رسائل وغیرہ ہیں۔

(ھ)۔ میڈیا کی تاریخ/پس منظر:

اطلاعات کی ترسیل کے لیے باقاعدہ نظام اپنانے سے پہلے انسانی سماج میں ترقی کی رفتار بہت سست تھی، انسان کے پاس اطلاعات کی ترسیل کا نظام پریس مشین کی ایجاد سے پہلے بھی موجود تھا لیکن تب تک عام آدمی کو اطلاعات تک رسائی حاصل نہیں تھی۔ اطلاعات صرف حکمرانوں اور ان کے دربار اور محفلوں سے منسلک افراد تک محدود ہوتی تھیں اور یہ لوگ ہر معاشرے میں آٹے میں نمک کی مقدار سے بھی کم تھے۔ موجودہ ذرائع ابلاغ کی بنیاد سترہویں صدی میں پڑی جب جرمنی اور بعض دیگر ممالک میں حالات و واقعات پر مبنی رپورٹس کی اشاعت باقاعدگی سے شروع ہوئی، لیکن اخبارات و رسائل کی اشاعت عام اٹھارہویں صدی میں ہوئی اور اخبارات و رسائل میں سب سے خوبصورت اضافہ ۱۸۸۰ء کے بعد ہوا جب فوٹو جرنلزم وجود میں آگئی۔ دوسری جنگ

[1] ۔ عبید السلام زینی، اسلامی صحافت، (لاہور: ادارہ معارف اسلامی منصورہ، چاپ: اول، ۱۹۸۸ء،) ص ۲۸

عظیم کے بعد تک بھی دنیا کے بڑے شہروں کو چھوڑ کر دیگر علاقوں کے لوگوں کے لیے اخبارات و رسائل تک عام آدمی کی رسائی فوری نہیں تھی۔ بعض علاقوں میں ہفتوں میں اور بعض علاقوں میں مہینوں کے بعد اخبارات و رسائل پہنچتے تھے۔ ۱۹۲۰ء میں ریڈیو نشریات کے آغاز سے اخبارات و رسائل کے مقابلے میں حالات سے آگاہی زیادہ تیز ہوئی۔ ریڈیو نشریات سے الیکٹرونک میڈیا کی بنیاد پڑ گئی، ریڈیو کی ایجاد ذرائع ابلاغ میں بلاشبہ ایک انقلابی اضافہ تھا لیکن ٹیلی ویژن کی ایجاد (۱۹۴۰ء تا ۱۹۶۰ء) سے ترقی کے عمل میں مزید تیزی لانا ممکن ہوا۔ ۱۹۶۹ء میں انٹرنیٹ کی ایجاد کا آغاز ہوا اور ۱۹۸۳ء تک یہ کمال کو پہنچا۔ پرنٹ میڈیا کی تاریخ تو بہت قدیم ہے، البتہ ۱۶۶۵ء میں باقاعدہ مشینی پرنٹ میڈیا کا آغاز ہوا۔

(ی)۔ ذرائع ابلاغ کا اسلامی تصور:

اسلام چوں کہ رہتی دنیا تک کے لیے ایک جامع دین بن کر آیا ہے، اس لیے اس میں میڈیا اور پریس کے حوالے سے بھی ضابطہ اور قانون موجود ہے، اسلام میں میڈیا کی کتنی اہمیت ہے اور ان ذرائع ابلاغ کو انسانی زندگی میں کتنا اہم مقام حاصل ہے، اس کا اندازہ لگانے کے لیے ہمیں ان آیتوں کا مطالعہ اور ان کے مفاہیم میں غور کرنا چاہیے، جن سے اسلام کے داعیانہ پہلو پر روشنی پڑتی ہے۔

اُدْعُ الی سَبِیْلِ رَبِّکَ[1]

ترجمہ: اے نبیؐ، اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو۔

وَلْتَکُنْ مِنْکُمْ اُمَّۃٌ یَدْعُوْنَ الی الْخَیْرِ[2]

ترجمہ: تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی رہنے چاہییں جو نیکی کی طرف بلائیں۔

مندرجہ بالا آیات میں اسلام کے جس آفاقی پیغام کے ابلاغ و ترسیل کا امت مسلمہ کو حکم دیا گیا ہے، کیا اس کی وسیع اور عالمی پیمانے پر دعوت اور اشاعت، سائنس و ٹیکنالوجی کے اس دور میں ذرائع ابلاغ کے سہارے کے بغیر ممکن ہے؟

1۔ سورہ نحل/۱۲۵

2۔ سورہ آل عمران/۱۰۴

اسلامی نظریۂ ابلاغ کسی انسانی فکر کا زائیدہ یا محض عقلی بنیادوں پر انسانوں کا تیار کردہ نہیں ہے، وہ قرآن و حدیث سے مستنبط ہے۔ انسان کی فطری آزادی سے لے کر ذرائعِ ابلاغ کی آزادی تک کا سارا نظام عمل انہی اسلامی ہدایات پر مبنی ہے۔ اسلامی نظریۂ ابلاغ میں جہاں ذرائع ابلاغ کو اظہار رائے کی آزادی دی گئی ہے، وہاں اس کو بہت سی اخلاقی شرائط اور سماجی و معاشرتی قوانین کا پابند بھی بنایا گیا ہے، تاکہ دیگر اسلامی نظریہ کی طرح یہاں بھی توازن و اعتدال برقرار رہے۔ اگر اظہار کی آزادی کی آڑ میں ذرائع ابلاغ کے اس سرکش گھوڑے کو بے لگام چھوڑ دیا جائے، تو یہ ایمانیات کے ساتھ انسانوں کی اخلاقیات کو بھی پیروں تلے روند کر رکھ دے گا۔

میڈیا کی ذمہ داریاں

ذرائع ابلاغ کی ترقی نے دوریوں کو سمیٹ دیا ہے۔ علم و خبر کی ترسیل میں آسانیاں پیدا ہوئی ہیں۔ افکار و آرا کی ترویج اور ابلاغ کے لیے دائرہ عمل وسیع تر ہو گیا۔ ان پہلوؤں سے دیکھیں تو یہ ترقی ایک خیر و برکت کی چیز ہے۔ لیکن ان ذرائع کے سوءاستعمال نے کچھ نئے مسائل بھی پیدا کیے ہیں۔ یہ خیر کے علم بردار بنیں تو ان کے ذریعے سے ملک و قوم کی ترقی کا بڑا کام لیا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ اگر شر کے نقیب بن جائیں تو ان کے ہاتھوں بربادی اور نقمت بھی آسکتی ہے۔ آج ہمارا میڈیا مغربی افکار کا نقیب بن چکا ہے جس کی وجہ سے معاشرے میں بدعنوانی، شہوت پرستی، عزت کے نام پر عورت کی تذلیل، جھوٹ کا عام ہونا، برے لوگوں کا بطور آئیڈیل تعارف کروانا، قرآن و اسلام سے دوری، عورت کے لیے پردہ (جو کہ اس کی خوبصورتی کا ضامن ہے) کو اس کی ترقی میں رکاوٹ کا باعث قرار دینا، اخلاقی برائیوں کا عام ہونا، جوانوں کا اسلام کی پیروی کے بجائے مغرب کی تقلید کو عزت سمجھنا، ۔۔۔وغیرہ جیسی برائیاں عام ہو چکی ہیں اس لیے قرآن و سنت کی روشنی میں ذرائع ابلاغ کے ذمہ داروں کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے کی ضرورت ہے، تاکہ معاشرے میں اسلامی اصول رائج ہو سکیں۔ وہ ذمہ داریاں جو قرآن پاک نے بیان کی ہیں ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

۱. امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری کو انجام دینا:

انسانی معاشرے کی اصلاح ایمان، دعوت حق، اور فتنہ و فساد کا مقابلہ کیے بغیر ممکن نہیں ہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی انجام دہی دائرہ ایمان پھیلانے اور تمام انفرادی و اجتماعی

قوانین کے اجراء کی ضامن ہے، مسلمان اس وقت تک ایک بہترین امت شمار ہوتے رہیں گے جب تک نیکی کی دعوت دینے اور فتنہ وفساد کا مقابلہ کرنے کو فراموش نہیں کریں گے۔[1] قرآن پاک میں اس بارے میں فرمایا گیا ہے کہ:

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ[2]

ترجمہ: تم وہ بہترین قوم ہو جسے لوگوں کے فائدے کے لیے پیدا کیا گیا ہے تاکہ تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو۔

معروف سے مراد یہ ہے کہ ایسا عمل جو کتاب وسنت کے مطابق ہو عقل اس کی تصدیق کرے اور منکر ایسا عمل ہے جو قرآن وحدیث کے مخالف ہو اور عقل اس کا انکار کرے[3]

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

خير النّاس ـ ـ ـ آمرهم بالمعروف و أنهاهم عن المنكر و أوصلهم للرّحم.[4]

بہترین لوگ وہ ہیں ـ ـ ـ جو نیکی کا حکم دیں اور اور برائی سے روکیں اور صلہ رحمی کریں۔

آیت وحدیث کی روشنی میں اس بات کو ثابت کیا جا سکتا ہے کہ بہترین لوگ اور بہترین معاشرہ ایسا معاشرہ ہوتا ہے جہاں نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے روکا جائے، حضرت علیؑ ان کاموں کو ترک کرنے کی سزا کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک نہ کرو ورنہ تم پر اشرار حکمران بن جائیں گے پھر تم جو بھی دعا مانگو گے وہ پوری نہیں ہو گی۔[5]

---

[1] ۔ ناصر مکارم شیرازی، تفسیر نمونہ، (ترجمہ: صفدر حسین نجفی)، (لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ، ۲۰۱۳ء،) ج۲، ص۲۲۷۔

[2] ۔ سورہ آل عمران/۱۱۰

[3] ۔ فتح اللہ کاشانی، منہج الصادقین، (تہران: کتاب فروشی علمیہ اسلامیہ،) ج2، ص۲۹۹

[4] ۔ ابو القاسم پایندہ، نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ)، (تہران: دنیای دانش، چاپ: چہارم، ۱۳۸۲ش،) ص۴۶۹

[5] ۔ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، ج۴۷، ص۴۰۶

اس فریضے کو انجام دینے کے لیے میڈیا سے بہتر کوئی اور راستہ میری نظر میں نہیں ہے۔ آج اسلامی معاشرہ تباہی کے جس دہانے پر کھڑا ہے اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہمارا میڈیا مغرب کی تقلید میں اپنے اصلی ہدف کو کھو بیٹھا ہے اور اس کے برے اثرات بھی ہم سب ملاحظہ کر رہے ہیں، (اس کے برے اثرات میں سے برائی کا حکم دیا اور نیکی سے روکا جارہا ہے۔) اس کے لیے قرآن کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونا ہوگا تاکہ قرآنی طرز زندگی کو رائج کرنے کا زمینہ فراہم ہو سکے۔

۲. تعلیمات نبوی کو عام کرنا

حضرت محمد ﷺ خداوند عالم کے آخری نبی ہیں اور قیامت تک آنے والے لوگوں کے لیے بہترین نمونہ ہیں، ان کی زندگی میں اور ان کی موت کے بعد بھی انہی کے اسوہ حسنہ پہ چلنا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ قرآن پاک اس بارے میں فرماتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا[1]

ترجمہ: در حقیقت تم لوگوں کے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے، ہر اُس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخر کا امیدوار ہو اور کثرت سے اللہ کو یاد کرے۔

خداوند عالم کا یہ فرمان اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسول خدا ﷺ کی زندگی کے تمام کاموں میں ان کی اقتداء کرنا واجب ہے اور یہ کہ ان کا ہر قول و فعل حجت ہے۔[2]

امام صادقؑ فرماتے ہیں:

ہر مومن پر واجب ہے کہ اللہ، رسولؐ اور آئمہ معصومین کی پیروی کرے کیونکہ ان کی پیروی کرنے سے ثواب حاصل ہوتا ہے بے شک رسول اکرم ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔[3]

آج اگر ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق حسنہ پر عمل کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اپنی فکر میں، عمل میں اور اپنے رویوں میں تبدیلی لانا ہوگی خود سے تنگ نظری کو ختم کر کے

---

[1] ۔ سورہ احزاب/۲۱

[2] محمد بن علی ابن شہر آشوب مازندرانی، تشابہ القرآن و مختلفہ، (قم: دار بیدار للنشر، چاپ: اول، ق۱۳۶۹ا،) ج ۲، ص ۱۵۵

[3] محمد تقی بن مقصود علی مجلسی، روضۃ المتقین فی شرح من لایحضرہ الفقیہ، (قم مؤسسہ فرہنگی اسلامی کوشانبور، چاپ: دوم، ۱۴۰۶ق،) ج ۶، ص ۴۶۷

وسعت قلبی و نظری پیدا کرنا ہوگی ایک دوسرے کو تحمل کرنا ہوگا، اگر ہم رسول خدا ﷺ کی سیرت طیبہ کا عکس اپنی زندگیوں میں پیدا کرلیں تو ہماری زندگی میں انقلاب کا آغاز ہو جائے گا۔

اب ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ تعلیمات نبوی کو عام کریں اور ذرائع ابلاغ کے ذریعے گھر گھر تک رسول خدا ﷺ کی تعلیمات کو پھیلائیں جو ہر زمانے کے تقاضوں کے مطابق ہیں تاکہ ہماری دنیا و آخرت سنور سکے، کیونکہ رسول خدا ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنے کے بارے قرآن فرماتا ہے کہ:

وَ اتَّبِعُوهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ[1]

ترجمہ: تم ان کی پیروی کرو تاکہ تم ہدیت پا جاؤ۔

ہم دیکھتے ہیں کہ ذرائع ابلاغ تعلیمات رسول ﷺ کے بالکل متضاد اپنا کردار ادا کر رہے ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کے ذمہ داران کو اگر دنیاوی طور پر نقصان بھی اٹھانا پڑے پھر بھی تعلیمات رسول ﷺ کو پھیلانے کی کوشش کریں۔ جو لوگ ایسا نہیں کرتے ان کے لیے قرآن فرما رہا ہے:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ[2]

ترجمہ: رسولؐ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنے میں گرفتار نہ ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب نہ آ جائے۔

۳. لوگوں میں دینی بیداری پیدا کرنا:

لوگوں میں دینی بیداری پیدا کرنے کا انحصار صحیح دینی تعلیمات کے فروغ اور اعلیٰ کردار کی پذیرائی پر ہے۔ جب تک یہ کام خاص شعور اور تن دہی کے ساتھ نہیں کیا جائے گا، سوسائٹی پر اس کے اثرات نمایاں نہیں ہوں گے۔ اسلام میں ذرائع ابلاغ کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ اس کے ذریعے عوام الناس تک صحیح خبر پہنچائی جائے۔ ذرائع ابلاغ سچ کے اظہار میں کسی خوف اور لالچ کا شکار نہ ہوں۔ یہ صرف ایسی معلومات کی اشاعت کریں، جن سے سامعین اور قارئین کے اندر نیکی اور تقویٰ کا عنصر پیدا ہو۔ وہ کسی ایسی خبر کی اشاعت سے باز رہیں، جس کا مقصد ان کی اخلاقیات پر حملہ کرنا ہو اور اس

[1] ۔ سورہ اعراف/۱۵۸

[2] ۔ سورہ نور/۶۳

سے دوسروں کی دل آزاری یا دوسرے ادیان و ملل کی تحقیر ہو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيا وَ الْآخِرَةِ وَ اللَّهُ يَعْلَمُ وَ أَنْتُمْ لا تَعْلَمُونَ[1]

ترجمہ: جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کے گروہ میں فحش پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں، اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

خداوند عالم کا یہ فرمان "فسق کے بارے میں محکم ارادہ رکھنا بھی فسق ہے" پر دلالت کرتا ہے، چونکہ برائیوں کے پھیلانے کی خواہش رکھنے والے کو بھی وعید سنائی گئی ہے جب وہ دل میں برائی کو پسند کرتا ہے اور پھر مومنین کے درمیان اس کے پھیلانے کا ارادہ کرتا ہے اس کے لیے اس آیت میں وعید ہے۔[2]

اور اسی طرح ایک اور جگہ خداوند عالم کا فرمان ہے۔

يا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لا تَتَّبِعُوا خُطُواتِ الشَّيْطانِ[3]

ترجمہ: اس کا مطلب ہے برائیوں کی اشاعت (کو پھیلا) کر کے شیطان کے نقش قدم کی پیروی نہ کرو۔[4]

ان آیات سے واضح ہوتا ہے کہ برائیوں کو پھیلانا شیطان کا کام ہے اور جو لوگ یہ کام انجام دیتے ہیں ان کے لیے سرزنش ہے اور ذرائع ابلاغ کہ جس کے ذریعے اگر کوئی برائی پھیلائے تو اس کے اثرات زیادہ مضر ہوتے ہیں کیونکہ ایک ہی وقت میں پوری دنیا میں برائی پھیل رہی ہوتی ہے۔ اور کتنے ہی معصوم ذہنوں پر اس کا اثر پڑ رہا ہوتا ہے اور لوگ اسے اپنانے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ ذرائع ابلاغ آج ہماری زندگی کا لازمی جز بن چکے ہیں اور ہر فرد

---

[1] ۔ سورہ نور/۱۹

[2] ۔ محمد بن علی ابن شہر آشوب مازندرانی، متشابہ القرآن و مختلفہ، ج۲، ص ۸۴

[3] ۔ سورہ نور/۲۱

[4] ۔ محمد محسن فیض کاشانی، تفسیر الصافی، (تہران: مکتبہ الصدر، چاپ: دوم، ۱۴۱۵ق،) ج ۳، ص ۴۲۶

ہر وقت ان سے استفادہ کر رہا ہوتا ہے تو اس پر براہ راست اس برائی کا اثر پڑے گا اس لیے ضروری ہے کہ ذرائع ابلاغ کے ذریعے تعلیمات اسلامی کو پھیلایا جائے، تاکہ گھر گھر پیغام الٰہی پہنچ جائے اور لوگ اس سے استفادہ کرتے ہوئے ایک بہترین شہری بن سکیں۔

۴. عورت کی عظمت کو اسلام کی نگاہ میں بیان کرنا:

اسلام، خواتین کے لیے ایک عظیم و بلند مقام و مرتبے کا قائل ہے اور انھیں مشخص شدہ حقوق اور عملی زندگی خصوصاً خاندان کے قیام و دوام میں بنیادی کردار عطا کرتا ہے اور اسی طرح ان کے اور مردوں کے درمیان فطری اور منطقی حدود کو معین کرتا ہے۔ خواتین کے لیے اسلام کی سب سے بڑی خدمت، معاشرے میں جامع خاندانی نظام اور معاشرتی زندگی میں ان کو ایک اہم کردار دلانا ہے۔ اس سلسلے میں خاندانی نظام زندگی میں ان کے حقوق اور مقام و مرتبے کو استحکام بخشنا، فضول خرچی شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ، تجمل پرستی، زینت و آرائش کو ظاہر نہ کرنا اور جنسی و مادی امور میں سرگرمیوں کو ممنوع قرار دینا اور خواتین کی معنوی ترقی اور بلند و بالا انسانی مقامات تک رسائی کے امکانات فراہم کرنا، اسلام کی ہدایت اور منصوبہ بندی میں شامل ہیں۔[1]

عورت بھی مردوں کی طرح متنوع صلاحیتوں سے نوازی گئی ہے۔ لیکن ہمارے یہ ذرائع ابلاغ اور ان کے کارپردازان اس میں مردوں کے لیے موجود کشش ہی کو اس کی اصل متاع مانتے اور صرف اسی پہلو سے اس کے قدردان ہیں۔ کاروبار کی ترقی کے نقطۂ نظر سے شاید اس کی کچھ اہمیت ہو۔ لیکن انسانی اخلاق اور عورت کی عزت نفس کے حوالے سے یہ ایک سنگین جرم ہے۔ پھر اسلامی تعلیمات کی خلاف ورزی اس کی سنگینی میں اور اضافہ کر دیتی ہے۔

انھوں نے عورت کے حسن و جمال کو جنس تجارت بنا لیا ہے۔ ان کے ہاں اس کا کام لوگوں کے لیے جذب و کشش اور تفریح کا سامان بننا ہے۔ ٹی وی اور فلم نے عورت اور مرد کے آزادانہ میل جول کے لیے تحریک چلا رکھی ہے۔ مجرمانہ سرگرمیاں اور مجرموں کی دیدہ دلیریاں پردۂ سکرین کی زینت بنا دی گئی ہیں۔ معاشرے کی تصویر کشی کے دانش ورانہ تصور کے تحت جو کچھ دکھایا جاتا ہے، اس سے ان کی بیخ کنی ہونے کے بجائے ان کی تربیت کا کام ہو رہا ہے۔ آج وہ عورت جس کے ماتھے پر مردوں

---

[1] ۔ علی حسینی خامنہ ای، عورت گوہر ہستی، (لاہور: معراج کمپنی، بی تا،) ص ۴۲۔

کی تربیت کرنے کا تاج سجایا گیا تھا اسے بازاروں کی زینت بنا کر بے قیمت کر دیتے ہیں اور اس بارے میں مغربی میڈیا کی تقلید نے تو زہر کا کام کیا اور عورت جو نادان تھی اسے اپنی عظمت سمجھتے ہوئے اپنانے لگی جس کی وجہ سے وہ آج گھر و بازار کہیں بھی محفوظ نہیں رہی۔ ایک مہذب عورت بہترین انسانی تہذیب و تمدن کی بنیاد رکھ سکتی ہے، ایک دلیر اور باکردار عورت دلیر قوم کو جنم دیتی ہے۔

بانی انقلاب اسلامی امام خمینیؒ نے فرمایا:

"۱۵ خرداد ۱۳۴۲ (۱۹۶۳) کی تحریک کی ناکامی کی وجہ یہ تھی کہ اس میں خواتین کا کوئی کردار نہیں تھا۔"

میڈیا کی ذمہ داری ہے کہ خواتین کی عظمت سے خود انہی کو آگاہ کیا جائے کیونکہ خواتین معاشرے میں تعداد کے اعتبار سے کل آبادی کا نصف ہیں اور حساس مواقع اور نازک موڑ پر افادیت کے لحاظ سے آدھی آبادی سے زیادہ کا کردار ادا کرتی ہیں کیونکہ جب ماں اور بیوی کی حیثیت سے وہ میدان عمل میں آتی ہیں تو بچوں اور شوہر پر اپنے خاص اثر و نفوذ کی وجہ سے انہیں بھی اپنے ساتھ میدان عمل میں لاتی ہیں، اس لیے ضروری ہے کہ ان کو اپنا حقیقی مقام اور شناخت حاصل ہو۔ فرضی اور مسلط کردہ شناخت نہیں بلکہ وہی حقیقی شناخت جو اسلام نے اسے دی اور آج نظر انداز کر دی گئی ہے اور مختلف پردوں کے نیچے دب کر رہ گئی ہے۔

۵. معاشرتی رویے کو درست کرنا:

آج ہم معاشرتی و اخلاقی لحاظ سے جس استحصال کا شکار ہے اس کی اصل اور اہم وجہ تعلیمات اسلامی سے دوری ہے اور مغرب کی تقلید نے اس کو اور بدتر بنا دیا ہے آج مسلمان اسلام کو بھول کر اسے ماضی کا ایک قصہ سمجھنے لگا ہے اور اس کی تعلیمات کو جدید دور سے ناہم آہنگ تصور کیا جاتا ہے حالانکہ ایسی کوتاہ فکر رکھنے والے لوگوں کو یہ نہیں پتہ کہ دین اسلام ایک کامل دین ہے اور اس کی تعلیمات قیامت تک آنے والے لوگوں کے زمانے کے مطابق تروتازہ اور نئی ہیں، اسلام زمانے کے تقاضوں کو مد نظر رکھتا ہے اور ان کو اہمیت بھی دیتا ہے۔ معاشرتی رویوں کو خراب کرنے کا سہرا میڈیا کے سر جاتا ہے کیونکہ ایسے ڈرامے اور پروگرام نشر کیے جاتے ہیں جن میں اخلاق نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی اور اس سوچ کے تحت نشر کیے جاتے ہیں کہ لوگوں کو معاشرے کے موجودہ حالات سے آگاہ کیا جا رہا ہے لیکن اس کی آڑ میں نوجوان نسل کو گمراہ اور اسلام سے

دور کر دیا جاتا ہے ، مثلاً بعض پروگرام اور ڈراموں میں ہمیشہ ساس اور بہو کو ایک دوسرے کا دشمن بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور نوجوان لڑکیوں کے معصوم ذہنوں میں یہ بات ڈالی جاتی ہے کہ ساس بہو کا رشتہ کبھی ماں بیٹی والا نہیں بن سکتا جس کی وجہ سے ساس اور بہو میں دشمنی جڑ پکڑ لیتی ہے وہ ایک دوسرے کو اپنی دشمن سمجھتے ہوئے زندگی کا آغاز کرتی ہیں اور یوں گھر بننے سے پہلے اجڑ جاتے ہیں۔اسی طرح اولاد اور والدین کے درمیان کے رشتے کمزور پڑ گئے ہیں جس کی وجہ سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہو گیا ہے۔اور اس کی وجہ بھی میڈیا کا دین سے دور لوگوں کے ہاتھوں میں ہونا ہے درحالیکہ قرآن پاک فرماتا ہے :

فَلا تَقُلْ لَهُما أُفٍّ وَ لا تَنْهَرْهُما وَ قُلْ لَهُما قَوْلًا كَرِيماً[1]

ترجمہ : انہیں (ماں باپ کو) اف تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑک کر جواب دو، بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو۔

اگر ان معاشرتی رویوں میں تعلیمات اسلام کو مد نظر رکھا جائے تو معاشرہ عروج تک پہنچ سکتا ہے۔

اسی طرح کی ہزاروں مثالیں ایسی پیش کی جاسکتی ہیں جن میں معاشرے میں برائی کی تشہیر کر کے اسے تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کر دیا گیا ہے۔خداوند عالم رسول خدا کے اخلاق کو بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے :

وَ إِنَّكَ لَعَلى‏ خُلُقٍ عَظِيمٍ[2]

بے شک آپ اخلاق کے بلند مرتبے پر فائز ہیں۔

اسلام نے اخلاق کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے رسول خدا اپنی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

انما بعثت لاتمم مکارم اخلاق[3]

بے شک میں بہترین اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں۔

---

[1] ۔ سورہ اسراء/۲۳

[2] ۔ سورہ قلم/۴

[3] ۔ محمد باقر مجلسی ، بحار الانوار ، (ترجمہ : موسوی ہمدانی) ، ج ۲ ، ص ۴

ضرورت اس امر کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر چلتے ہوئے ہمیں اپنے معاشرتی رویوں کو درست کرنا ہوگا تاکہ تعلیمات قرآن عام ہوں اور ہم ان کے زیر سایہ زندگی گزار سکیں۔

٦۔ ظلم و ناانصافی کے خلاف احتجاج کی آزادی کا حق استعمال کرنا:

آج دنیا جس ظلم و ناانصافی کے دہانے پر ہے اس کی وجہ قرآنی تعلیمات کو چھوڑنا ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ میڈیا کے ذریعے ظلم و ناانصافی کے خلاف آواز بلند کی جائے تاکہ دنیا کے ظالم حکمرانوں کا چہرہ تمام لوگ دیکھ لیں، بعض لوگ اصل ظالم سے آگاہ نہیں ہوتے جس کی وجہ سے وہ اس کے خلاف آواز حق بلند نہیں کرتے اور بعض اوقات اس کے آلہ کار بن جاتے ہیں اور یہ نہیں جانتے کہ ظاہراً جو لوگ مجبوروں اور غریبوں کے حق میں آواز بلند کرتے ہیں ان کا خون چوسنے والے یہی ظالم لوگ ہیں۔اگر میڈیا کے ذریعے حق کا چہرہ واضح کیا جائے تاکہ لوگ حق کے قریب ہوں اور باطل کو بے نقاب جائے تاکہ لوگ اس سے نفرت کریں اور اس کی بیخ کنی کے کوشش کریں۔

میڈیا کا باطل اور ظالم اور جابر حکمرانوں کے خلاف آواز بلند نہ کرنے کی اصل وجہ باطل سے ڈرنا اور اس کے سامنے اپنے آپ کو عاجز و ناتوان تصور کرنا ہے، درحالیکہ قرآن پاک اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے واضح ہوتا ہے کہ ظالم کی حمایت نہ کی جائے چاہے جان کا خطرہ ہی کیوں نہ ہو کیونکہ ایمان کا ضائع ہونا جان کے ضائع ہونے سے زیادہ سنگین ہے، ظالم کے خلاف آواز بلند کرنے کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل ترین جہاد قرار دیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

إِنَّ أَفْضَلَ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ(او حق) عِنْدَ إِمَامٍ جَائِرٍ[1]

ترجمہ: ظالم حکمران کے سامنے کلمہ حق کہنا بہترین جہاد ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ترک نہ کرو ورنہ اللہ تم پر اشرار کو حکمران بنادے گا اور تم دعائیں مانگو گے قبول نہیں ہوں گی۔[2]

[1] محمد بن یعقوب کلینی، اصول کافی، (قم: دار الحدیث، چاپ: اول، ۱۴۲۹ق،) ج۹، ص۴۹۶؛ محمد بن علی ابن بابویہ، خصال، (قم: جامعہ مدرسین، چاپ: اول، ۱۳۶۲ش،) ج۱، ص۶

[2] سلیم بن قیس ہلالی، کتاب سلیم بن قیس الہلالی، (ایران؛ قم الہادی، چاپ: اول، ۱۴۰۵ق،) ج۲، ص۹۲۷

عنقریب تم پر ایسے لوگ حکمران ہوں گے جن کے ہاتھ میں تمہاری روزی ہوگی وہ تم سے بات کریں گے تو جھوٹ بولیں گے اور کام کریں گے تو برے کام کریں گے، وہ تم سے اس وقت تک راضی نہیں ہوں گے جب تک تم ان کی برائیوں کی تعریف اور ان کے جھوٹ کی تصدیق نہ کرو پس تم ان کے سامنے حق پیش کرو جب تک وہ اسے گوارا کریں، پھر اگر وہ اس سے تجاوز کریں تو جو شخص اس پر قتل کیا جائے وہ شہید ہے۔[1]

۷۔ بامقصد تفریح سے استفادہ کرنا:

اسلام نے بامقصد تفریح سے نہ صرف منع نہیں فرمایا بلکہ ایسی تفریح کو انسانی زندگی کا حصہ شمار کیا ہے اس کو تو خود پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی انجام دیا کرتے تھے۔ آئمہ معصومین سے نقل ہونے والی روایات میں جہاں اپنے وقت کی صحیح تقسیم بندی سکھائی گئی ہے اس میں تفریح کے لیے بھی وقت رکھا گیا ہے۔

اسلام نے حیاسوز اور انسانی معاشرے پر بُرا اثر مرتب کرنے والے تفریحی پروگرام کی اجازت نہیں دی ہے، جیسا کہ آج کل کے تجارتی چینل کا یہ ذہن بن گیا ہے کہ وہ تفریح کے نام پر ہر قسم کے ماورائے اخلاق پروگرام پیش کرتے رہتے ہیں اور اس کو تفریح اور ذہنی تسکین کا ذریعہ قرار دیتے نہیں تھکتے۔ لافٹر انڈیا، ڈانس انڈیا ڈانس، بگ باس اور مختلف ریئلٹی شوز پر جس قسم کے بے سروپا پروگرام کے ذریعے ذہنی آسودگی کا دعویٰ کیا جاتا ہے، وہ ہمارے معاشرے اور بچوں پر منفی اثرات مرتب کر رہے ہیں۔ اور معصوم ذہنوں کو پراگندہ کر رہے ہیں۔ ذہنی آسودگی کے لیے اسلام نے تفریحی پروگرام اور مزاحیہ لٹریچر بھی شائع کرنے کی اجازت دی ہے۔ خود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے مزاح فرمایا ہے۔ جو مزاح نگاری اور فکاہیہ چینلز کے لیے اسوۂ حسنہ کا درجہ رکھتے ہیں، آج کل کے ریئلٹی شوز کا یہ وطیرہ بن گیا ہے کہ وہ تفریح کے نام پر ہمارے ذہنوں میں برائی اور بد اخلاقی کا زہر گھول رہے ہیں۔ اسلام میں ایسے تفریحی پروگرام کی اجازت ہے، جو طنز و تضحیک اور توہین پر منتج نہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

[1] ۔ علاء الدین علی متقی بن حسام الدین، کنز العمال، (کراچی: دار الاشاعت، ۲۰۰۹)ء، ج۶، ص۲۷۹

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ تو مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ (جن کا مذاق اڑا رہے ہیں) خود ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ (جن کا مذاق اڑا رہی ہیں) خود ان سے بہتر ہوں، اور تم ایک دوسرے کو طعنہ نہ دیا کرو۔[1]

مذاق اور تمسخر سے دشمنی سر ابھارتی ہے، اس سے لوگوں میں اختلاف اور تنازع کو ہوا ملتی ہے۔ ٹکراؤ اور تصادم کی آگ بھڑک اٹھتی ہے، تمسخر انھی لوگوں کا شیوہ ہوتا ہے، جن کا دل بُرے اخلاق و آداب کی آماجگاہ اور ساری مذموم خصلتوں کا مرکز ہوتا ہے۔ ذرائع ابلاغ تعلیمی معلوماتی اور تفریحی مواد کی اشاعت کے وقت حزم واحتیاط کا دامن تھامے رکھیں۔ مملکت اور ریاست کے حقوق اور اس کی عزت و توقیر کے تعلق سے اپنی ذمہ داری کا ثبوت دیں، جنسی جرائم اور بے حیائی پر مبنی پروگرام کی اشاعت سے اجتناب کریں، تاکہ میڈیا کا صاف ستھرا چہرہ عوام کے سامنے آئے اور اس کی معتبریت پر حرف نہ آئے۔ متنازعہ امور کی رپورٹنگ کرتے وقت اس بات کا خاص طور پر دھیان رکھا جائے کہ اس سے کسی خاص فریق کی حوصلہ شکنی نہ ہو اور اخلاقیات کو کبھی بھی اقتصادیات کے تابع نہ بنائیں۔

۸. جرائم کا پردہ فاش کرنا لیکن برائیاں پھیلنے سے روکنا:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ سَتَرَ مُسْلِماً سَتَرَهُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ[2]

ترجمہ: جو شخص کسی مسلمان کی عیب پوشی کرے گا اللہ دنیا اور آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

آج کل ذرائع ابلاغ میں غیبت جوئی اور دوسروں کی کمزرویوں کو تلاش کرکے نشر کیا جاتا ہے۔ اور کھلے عام تعلیمات نبوی کی مخالفت کی جاتی ہے۔ اسٹنگ آپریشن میڈیا والوں کا محبوب مشغلہ ہے۔

---

[1] ۔ سورہ حجرات/۱۱

[2] ۔ محمد بن زین الدین ابن ابی جمہور، عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الأحادیث الدینیۃ، (قم: دار سید الشہداء للنشر، چاپ: اول، ۱۴۰۵ ق،) ج۱، ص۳۷۵؛ زین الدین بن علی شہید ثانی، کشف الریبۃ، (دار المرتضوی للنشر، بی جا، چاپ: سوم، ۱۳۹۰ ق،) ص۷۹؛ محمد بن محمد رضا قمی مشہدی، تفسیر کنز الدقائق و بحر الغرائب، (تہران: وزارت فرہنگ وارشاد اسلامی، سازمان چاپ وانتشارات، چاپ: اول، ۱۳۶۸ ش،) ج۱۲، ص۳۴۷

کسی کی شبیہ مسخ کرنا ہو تو وہ اسٹنگ آپریشن کا سہارا لیتے ہیں۔ اسلام نے کسی کی نجی زندگی میں تو مداخلت سے منع کیا ہے، لیکن اگر کسی شخص کے حرکت و عمل سے مفادِ عامہ پر ضرب پڑتی ہو تو ایسے جرم کا پردہ فاش کیا جاسکتا ہے، قرآن کریم میں کسی کی ٹوہ میں لگنے سے منع کیا گیا ہے۔

وَلَا تَجَسَّسُوا[1]

ترجمہ: اور تجسّس نہ کرو۔

جاسوسی نہ کیا کرو اور مومنین کے عیبوں کے بارے بحث نہیں کیا کرو۔[2]

لیکن اگر کسی مشتبہ شخص کے بارے میں معتبر ذرائع سے معلوم ہو جائے کہ وہ کوئی خطرناک کام کرنے جارہا ہے، تو اس کے جرم کو طشت از بام کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ گھروں میں جاسوسی کے آلات نصب کرنے، کسی شخص کے ٹیلی فون کال ٹیپ کرنے وغیرہ اس قسم کی جتنی صورتیں ہو سکتی ہیں، ان پر اسی حکم کا اطلاق ہو گا۔

اگر آثار وقرائن سے کسی ممنوع اور مخالف شریعت امر کا علم ہو جائے، تو اس میں تجسس اور جاسوسی کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

۱)۔ اس کی تلافی بالکل ممکن نہ ہو۔ جیسے کوئی شخص کسی آدمی کے قتل کی منصوبہ بندی کر رہا ہے۔ تو ایسی صورت میں ایک صحافی اور رپورٹر تحقیق اور تجسس کر سکتا ہے۔

۲)۔ دوسری صورت یہ ہے کہ یہ جرم اس سے کمتر درجے کا ہو۔ اور اس کا جرم متعدی نہ ہو تو ایسی صورت میں حکم خدا کے مطابق جاسوسی سے پرہیز کرنا ضروری ہو گا۔

جاسوسی اور بدگمانی غیر پسندیدہ افعال ہیں۔ قرآن حکیم میں ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ[3] رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: گمان کرنے سے بچو بے شک گمان جھوٹ سے زیادہ جھوٹے ہوتے ہیں اور اپنے مسلمان بھائیوں سے ایسا سلوک کرو جیسے اللہ نے حکم دیا ہے۔ اور ان سے نفرت نہ کرو اور جاسوسی نہ کرو اور برائیوں کو نہ پھیلاؤ اور تم میں سے بعض بعض کی غیبت نہ کیا کریں اور جھگڑا نہ کرو اور غصہ نہ کیا کرو

---

[1]۔ سورہ حجرات/۱۲

[2]۔ محمد محسن بن شاہ مرتضی فیض کاشانی، تفسیر الصافی، ج۵، ص ۵۳

[3]۔ سورہ حجرات/۱۲

اور ایک دوسرے سے حسد نہ کیا کرو ۔[1]

رسول خدا ﷺ نے فرمایا: مسلمانوں کے عیبوں کو تلاش نہ کرو بے شک جو دوسروں کے عیبوں کو تلاش کرتا ہے اللہ اس کے عیبوں کو ظاہر کر دیتا ہے اگرچہ وہ گھر میں بیٹھا رہے۔[2]

جرائم کا پردہ فاش کرنے سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کو ان مقامات کی طرف متوجہ کیا جائے جن کی اگر بیخ کنی ہو تو مسلمان معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکتا ہے جاسوسی کرنے سے روکنا اور برائیوں کا پردہ فاش کرنے کا حکم دینا اس میں زمین آسمان کا فرق ہے کوئی اس اشتباہ میں گرفتار نہ ہو جائے کہ یہ تو دو متضاد حکم ہیں نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ ایسی جگہ جاسوسی کرنے اور کسی کی ٹوہ میں لگے رہنے سے منع کیا گیا ہے جہاں کسی کا فردی مسئلہ ہو اور وہ فاش کرنے سے کسی کی عزت پہ حرف آتا ہو اور مسلمان کی عزت کو اللہ نے خانہ کعبہ کی عظمت کے برابر کہا ہے اور ایسی جگہ جہاں فردی نہیں بلکہ اجتماعی مسئلہ ہو اور پردہ فاش نہ کرنے سے معاشرے کو نقصان پہنچ سکتا ہو اور وہ برائی مزید پھل پھول سکتی ہو تو ایسی جگہ پر پردہ فاش کرنا ضروری ہو جاتا ہے تاکہ مسلمان معاشرہ تعلیمات اسلامی کا عملی نمونہ نظر آئے اور برائی نام کی کسی چیز کا وجود نہ رہے۔

ان دونوں امور کو افراط و تفریط کے بغیر ذرائع ابلاغ کے ذریعے بہتر طریقے سے انجام دیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ آج ہماری زندگی میں کھانے پینے کی ضرورت کی طرح بن چکے ہیں اور ہماری زندگی انہی کے تابع بن چکی ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ذرائع ابلاغ کو زیادہ سے زیادہ اسلامی تعلیمات کو نشر کرنے کے لیے استعمال کیا جائے تاکہ اسلامی تعلیمات پوری دنیا تک پہنچ سکیں۔

۹. نئی نسل کی تخلیقی صلاحیتوں کو ابھارنا:

معاشرے میں کچھ لوگ اپنی تخلیقی صلاحیت اور فنی مہارت کے باعث ممتاز ہوتے ہیں۔ اور ان میں سے اہم ترین طبقہ نوجوانوں کا ہوتا ہے اگر ان کی صلاحیتوں کی قدر دانی کی جائے تو وہ معاشرے کا ایک اہم اور کارآمد رکن بن سکتے ہیں لیکن ہمارے معاشرے کی آج پستی کی طرف جانے کی بڑی وجہ

[1] عبداللہ بن جعفر حمیری، قرب الإسناد، (قم: مؤسسۃ آل البیت علیہم السلام، چاپ: اول، ۱۴۱۳ق،) ص ۲۹

[2] سید ہاشم بن سلیمان بحرانی، البرہان فی تفسیر القرآن (قم: مؤسسہ بعثہ، چاپ: اول، ۱۳۷۴ش،) ج ۵، ص ۱۱۱؛ عبد علی بن جمعۃ العروسی الحویزی، تفسیر نور الثقلین (قم: اسماعیلیان، چاپ: چہارم، ۱۴۱۵ق،) ج ۵، ص ۹۳

یہ ہے کہ ہم اس بات کو نظر انداز کر دیتے ہیں ورنہ ہم میں ذہین اور محنتی افراد کی کمی نہیں ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ ذرائع ان صلاحیتوں کی قدر شناسی کریں۔ ان کی مہارت اور صلاحیت سے معاشرے کو روشناس کرائیں۔ ان کے کام اور تخلیقات کو موثر طریقے سے معاشرے تک پہنچنے کا ذریعہ بنیں۔ اس سے نہ صرف یہ کہ ان لوگوں کی حوصلہ افزائی ہوتی ہے، بلکہ آگے بڑھنے کا عزم پیدا ہوتا ہے قدر ناشناسی کے باعث نئی نسل صحیح معنی میں تعمیری کام میں اپنا حصہ ڈالنے سے گریزاں ہے۔ معلوم ہوتا ہے دنیا کے اہم ترین لوگ کھلاڑی اور اداکار ہیں۔ اصحاب علم و فن، ارباب شعر وادب اور رجال تحقیق کو کسی معاشرے میں جو مقام حاصل ہونا چاہیے، وہ انھیں حاصل ہے۔ اس لیے کہ میڈیا نے انھیں نونہالوں کا آئیڈیل بنا دیا ہے۔ یہ اور ان کی کامیابیاں اس طرح پر کشش بنا دی گئی ہیں کہ اب نوجوانوں سے علوم و فنون کی طرف رغبت کی توقع کرنا مشکل ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا:

نوجوان کا دل خالی زمین کی مانند ہوتا ہے اس میں جو بویا جائے اسی کو قبول کر لیتا ہے۔[1]

اس لیے ضروری ہے کہ نوجوانوں کے سامنے رسول خدا ﷺ آئمہ معصومین علیہم السلام اور صحابہ کرامؓ کو بطور نمونہ اور آئیڈیل پیش کیا جانا چاہیے تاکہ ان کی تخلیقی صلاحیتوں میں نکھار پیدا ہو، اور معاشرہ عروج و کمال کی طرف گامزن ہو سکے، اور اسی صورت میں ہی قرآنی طرز زندگی کو لاگو کیا جا سکتا ہے۔

۱۰. جھوٹ سے پرہیز اور سچ کو رائج کرنا:

عوامی ذرائع ترسیل دنیا کا نقشہ بدل سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ترسیلی شعبے کے بعض ماہرین نے کسی مہذب انسانی معاشرے کی تعمیر و ترقی میں انتظامیہ، عدلیہ اور مقننہ کے ساتھ ذرائع ترسیل وابلاغ کو چوتھے ستون کی حیثیت دی ہے۔ ذرائع ابلاغ کی ترقی کے ساتھ انسانی معاشرے کی ترقی مربوط

---

[1] محمد بن حسین شریف رضی، نہج البلاغۃ (ترجمہ: صبحی صالح)، ص ۳۹۳؛ حسین بن محمد بن حسن بن نصر حلوانی، نزہۃ الناظر وتنبیہ الخاطر (قم: مدرسۃ الإمام المہدی عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف، چاپ: اول، ۱۴۰۸ق،) ص ۵۸؛ علی بن موسی ابن طاووس، کشف المحجۃ لثمرۃ المہجۃ (قم: بوستان کتاب، چاپ: دوم، ۱۳۷۵ش،) ص ۲۲۳؛ محمد بن حسن حر عاملی، وسائل الشیعۃ (قم: مؤسسۃ آل البیت علیہم السلام، چاپ: اول، ۱۴۰۹ق،) ج ۲۱، ص ۴۷۸؛ عباس قمی، سفینۃ البحار (قم: اسوہ، چاپ: اول، ۱۴۱۴ق،) ج ۲، ص ۱۲۲؛ عبد الواحد بن محمد تمیمی آمدی، غرر الحکم و درر الکلم (قم: دار الکتاب الإسلامی، چاپ: دوم، ۱۴۱۰ق،) ص ۲۷۵

ہے۔ اگر یہ ذرائع ترسیل نہ ہوتے، تو انسانی معاشرہ تہذیب وثقافت کے شائستہ تصور سے محروم رہتا اور جہالت وناخواندگی کے اندھیروں میں بھٹک رہا ہوتا، ذرائع ابلاغ کی وساطت سے منظرِ عام پر آنے والی خبروں کا اتنا اثر ہوتا ہے کہ مقامی انتظامیہ سے لے کر ریاستی اور مرکزی حکومت بھی حرکت میں آجاتی ہے اور اس کی بنیاد پر کارروائی کرنے کو تیار ہو جاتی ہے۔ روزانہ ایسے کتنے معاملات ہماری نظروں سے گزرتے ہیں، جن میں حکومت میڈیا میں شائع ہونے والی خبروں کی وجہ سے مجرمین کو سلاخوں کے پیچھے ڈال دیتی ہے اور اگر کسی بے قصور شخص کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور میڈیا والے اس کی بے گناہی پر کوئی خبر یا مضمون چھاپ دیتے ہیں، تو حکومت اس بات پر مجبور ہوتی ہے کہ وہ اس شخص کو بری کر دے۔ شہادت اور گواہی کی اس اہمیت اور تاثیر کو مد نظر رکھتے ہوئے ذرائع ابلاغ کو کسی کی حمایت یا کسی مجرم کی مخالفت میں جھوٹ اور سنی سنائی بات کا سہارا نہیں لینا چاہیے اور بغیر تحقیق کے کوئی بات نشر نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ قرآن پاک میں خداوند عالم نے فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ[۱]

ترجمہ: اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو۔

اسی طرح جھوٹی خبر بھی نشر نہیں کرنی چاہیے، اگر ہم جھوٹ کے برے اثرات کو قرآن و احادیث میں دیکھتے ہیں تو بہت سخت طریقے سے اس بارے میں تنبیہ کی گئی ہے۔ جھوٹ گناہان کبیرہ میں سے ہے اور جھوٹے پر خداوند عالم نے لعنت کی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ[۲]

ترجمہ: جو جھوٹا ہو اس پر خدا کی لعنت ہو۔

حدیث نبوی ﷺ میں ہے: جب بھی کوئی شخص کسی شرعی عذر کے بغیر جھوٹ بولتا ہے ستر ہزار فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں اور اس کے دل سے بدبو نکلتی ہے اور اوپر جاتی ہے یہاں

۱۔ سورہ حجرات/۶

۲۔ سورہ العمران/۶۱

تک کہ عرش تک پہنچ جاتی ہے پھر اس پر حاملان عرش لعنت کرتے ہیں اور حق تعالیٰ اس کے ایک جھوٹ کو ستر زنا کے برابر لکھتا ہے اور وہ ایسے زنا جو اپنی ماں سے کیے گئے ہوں۔[1]

میڈیا کو چھان بین کر کے سچی خبر نشر کرے کیونکہ سچ کو اسلام نے بہت اہمیت دی ہے، سچ کے بارے قرآن میں اس طرح فرمایا گیا ہے۔

اللہ (کی نافرمانی کرنے) سے ڈرو اور سچوں میں سے ہو جاؤ۔[2]

رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں: إِنَّ مِنْ مَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ صِدْقَ الْحَدِيثِ الْخَبَرَ.[3]

ترجمہ: سچی بات کرنا مکارم (بہترین) اخلاق میں سے ہے۔

اگر میڈیا کے ذمہ داران قرآن و احادیث سے رہنمائی لیں تو وہ سچی خبر کے علاوہ کسی چیز کو نشر کرنا پسند نہیں کریں گے۔

نتیجہ تحقیق:

قرآن پاک کتاب ہدایت ہے، اس نے ہر فرد کے لیے ہر شعبے میں ہدایت فرمائی ہے، میڈیا کو جدید زمانے کا تحفہ سمجھا جاتا ہے، لیکن اس کے لیے چودہ سو سال پہلے قرآن پاک نے ہدایات بیان کر دی تھیں۔ اس کی اہم ذمہ داریوں میں سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے اس کے علاوہ یہاں پر اس کی دس ذمہ داریوں کو زیر بحث لایا گیا ہے اس کی رعایت کرنے سے معاشرے میں قرآنی طرز زندگی رائج ہو سکتا ہے۔ کیونکہ آج معاشرے کی ابتر حالت اپنی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر انجام نہ دینے کا نتیجہ ہے۔ میڈیا کے توسط سے ہر فرد ہر وقت ہر قسم کے حالات سے باخبر رہتا ہے، اس لیے اگر اس کو اسلام کا پیغام پہنچانے کے لیے استعمال کیا جائے تو زیادہ فوائد حاصل کیے جا سکتے ہیں اور اسلام کا آفاقی پیغام پوری دنیا تک پہنچایا جا سکتا ہے۔

---

[1]۔ محمد بن علی کراجکی، نزہۃ النواظر (ترجمہ: معدن الجواہر)، تہران، چاپ: اول، بی تا،) ص ۱۳۴، ۱۳۳

۔ سورہ توبہ/ ۱۱۹[2]

[3]۔ حسین بن محمد تقی نوری، مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، (قم: مؤسسۃ آل البیت علیہم السلام، چاپ: اول، ۱۴۰۸ق،) ج۸، ص ۴۵۴

فہرست منابع

۱. قرآن پاک
۲. آمدی، عبدالواحد بن محمد تمیمی، غرر الحکم و درر الکلم، قم: دار الکتاب الاِسلامی، چاپ: دوم، ۱۴۱۰ق
۳. ابن اِبی جمہور، محمد بن زین الدین، عوالی اللئالی العزیزیۃ فی الاَحادیث الدینیۃ، قم: دار سید الشہداء للنشر، چاپ: اول، ۱۴۰۵ق
۴. ابن بابویہ، محمد بن علی، خصال، قم: جامعہ مدرسین، چاپ: اول، ۱۳۶۲ش
۵. ابن طاووس، علی بن موسی، کشف المحجۃ لثمرۃ المھجۃ، قم: بوستان کتاب، چاپ: دوم، ۱۳۷۵ش
۶. بحرانی، سید ھاشم بن سلیمان، البرھان فی تفسیر القرآن، قم: مؤسسہ بعثہ، چاپ: اول، ۱۳۷۴ش
۷. پاینده، ابو القاسم، نہج الفصاحۃ (مجموعہ کلمات قصار حضرت رسول صلی اللہ علیہ و آلہ)، تہران: دنیای دانش، چاپ: چہارم، ۱۳۸۲ش
۸. تقی نوری، حسین بن محمد، مستدرک الوسائل و مستنبط المسائل، قم: مؤسسۃ آل البیت علیہم السلام، چاپ: اول، ۱۴۰۸ق
۹. حلوانی، حسین بن محمد بن حسن بن نصر، نزہۃ الناظر و تنبیہ الخاطر قم: مدرسۃ الاِمام المھدی عجل اللہ تعالی فرجہ الشریف، چاپ: اول، ۱۴۰۸ق
۱۰. حمیری، عبد اللہ بن جعفر، قرب الاِسناد، قم: مؤسسۃ آل البیت علیہم السلام، چاپ: اول، ۱۴۱۳ق
۱۱. خامنہ ای، علی حسینی، عورت گوہر ہستی، لاہور: معراج کمپنی، بی تا
۱۲. زینی، عبید السلام، اسلامی صحافت، لاہور: ادارہ معارف اسلامی منصورہ، چاپ: اول، ۱۹۸۸ء
۱۳. شریف رضی، محمد بن حسین، نہج البلاغۃ (ترجمہ: صبحی صالح)، قم: ہجرت، چاپ: اول، ۱۴۱۴ق
۱۴. شہید ثانی، زین الدین بن علی، کشف الریبۃ، دار المرتضوی للنشر، بی جا، چاپ: سوم، ۱۳۹۰ق
۱۵. شیرازی، ناصر مکارم، تفسیر نمونہ، (ترجمہ: صفدر حسین نجفی)، لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ، ۲۰۱۳ء
۱۶. طباطبائی، محمد حسین، تفسیر المیزان، (ترجمہ: محمد باقر موسوی ہمدانی)، مرکز نشر فرہنگی رجاء، بی جا، ۱۳۶۳ش
۱۷. عاملی، محمد بن حسن حر، وسائل الشیعۃ، قم: مؤسسۃ آل البیت علیہم السلام، چاپ: اول، ۱۴۰۹ق
۱۸. عروسی حویزی، عبد علی بن جمعۃ، تفسیر نور الثقلین، قم: اسماعیلیان، چاپ: چھارم، ۱۴۱۵ق
۱۹. قرائتی، محسن، تفسیر نور، تہران: مرکز فرہنگی درسہائی قرآن، چ: اول، ۱۳۸۸
۲۰. قمی، عباس، سفینۃ البحار، قم: اسوہ، چاپ: اول، ۱۴۱۴ق

۲۱. قمی مشہدی، محمد بن محمد رضا، تفسیر کنز الدقائق و بحر الغرائب، تہران: وزارت فرہنگ و ارشاد اسلامی، سازمان چاپ وانتشارات، چاپ: اول، ۱۳۶۸ش
۲۲. کاشانی، فتح اللہ، منہج الصادقین، تہران: کتاب فروشی علمیہ اسلامیہ
۲۳. کلینی، محمد بن یعقوب، اصول کافی، قم: دار الحدیث، چاپ: اول، ۱۴۲۹ق
۲۴. کاشانی، محمد محسن فیض، تفسیر الصافی، تہران: مکتبہ الصدر، چاپ: دوم، ۱۴۱۵ق
۲۵. کراجکی، محمد بن علی، نزہۃ النواظر (ترجمہ: معدن الجواہر)، تہران، چاپ: اول، بی تا
۲۶. مازندرانی، محمد بن علی ابن شہر آشوب، متشابہ القرآن ومختلفہ، قم: دار بیدار للنشر، چاپ: اول، ق ۱۳۶۹
۲۷. متقی، علاء الدین علی، کنز العمال، کراچی: دار الاشاعت، ۲۰۰۹ء
۲۸. مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، بیروت: دار إحیاء التراث العربی، چاپ: دوم، ۱۴۰۳ق
۲۹. مجلسی، محمد تقی بن مقصود علی، روضۃ المتقین في شرح من لا یحضرہ الفقیہ، قم: مؤسسہ فرہنگی اسلامی کوشانبور، چاپ: دوم، ۱۴۰۶ق
۳۰. نجفی، محسن علی، الکوثر فی تفسیر القرآن، لاہور: مصباح القرآن ٹرسٹ، چ: اول، ۲۰۱۳ء
۳۱. ہلالی، سلیم بن قیس، کتاب سلیم بن قیس الہلالی، قم: الہادی، چاپ: اول، ۱۴۰۵ق